

بَارِئُ اللَّهِ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُوا مَا بِأَنفُسِهِمْ
اللَّهُ أَوَىٰ الْقُرُوبِ

فہستہ مضامین

- (۱) روزانہ الحکم - ناظرین الحکم سے ایک بات کے اول
- تازہ الہامات دروہا - ضروری اطلاع
- (۲) حضرت اقدس کا سفر دہلی - مس
- کلمات طیبات حضرت امام الزمان علیہ السلام
- (۳) شاہ آباد ضلع ہرودی میں اعلیٰ حقی
- یادگار کریم
- (۴) اشتہارات

الحکم

Digitized by Khilafat Library

چہ گویم بالوگرانی مجاہد قادیان مینی دوائی شفا مینی غرض دارالامان مینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی ترات احمدی

پیشگی قیمت

(۱) عام سے (۲) خواص و معادین سے غلہ (۳) ہندوستان سے باہر سے (۴) غیر مذہب والوں سے (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے عیسائی

نوٹ

روزانہ الحکم کی خریداری کی درخواستیں دفتر الحکم میں پہنچ رہی ہیں۔ الحمد علیہ ذالک - مورد فراموشی

نمبر ۳۸ قادیان دارالامان مورخہ ۱۳ اکتوبر ۱۹۱۵ء مطابق ۲ رمضان المعظم ۱۳۳۴ء جلد ۹

تازہ خبر

۲۹۔ کو دھلی میں رمضان کا چاند نظر آیا۔
۳۰۔ اکتوبر کو پہلا روزہ ہوا۔

ضروری اطلاع

ناظرین الحکم کو کوئی بار توجہ دلائی گئی ہے۔ کہ وہ خط و کتابت میں اس بات کا ضرور لحاظ رکھا کریں۔ کہ جو خط الحکم کے حساب وغیرہ کے بارے میں ارسال کیا جاوے۔ اوس میں اپنا نمبر خریداری جو ہر ایک خریدار کی چٹ پر لکھا ہوا ہوتا ہے ضرور درج کیا کریں۔ میرے پاس بعض ایسے خطوط آتے ہیں جو وہیں سے جنرل خریداران اپنا نمبر خریداری نہیں لکھا۔ اسی وجہ سے آج تک ان کی تعمیل بھی نہیں کی گئی۔ اس لئے جن اصحاب نے اپنے خطوط پر نمبر نہ لکھ کر نہیں دئے۔ وہ مجھ کو ان کی عدم تعمیل سے معذور سمجھ کر معاف فرمائیں۔ اور آئندہ کے لئے دل میں نوٹ کر لیں کہ جو خط الحکم کے متعلق ارسال کیا جاوے۔ اس میں نمبر خریداری ضرور درج کریں۔ ہاں یہ بھی خیال ہے کہ نمبر درج کرتے وقت ایڈیٹر، لکھن، کیونکہ وہ ڈاکخانہ کا نمبر ہے۔ بلکہ وہ نمبر درج کریں جو تہ کی چٹ پر نام کے ساتھ چسپاں ہوا ہوتا ہے۔

تفیل لگے ہوئے ہیں۔
پھر دیکھا۔ کہ کوئی شخص کچھ تکلیف دینے والی شے میرے کان میں ڈالتا ہے مینے کہا۔ تم مجھے کیا دکھ دیتے ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے زیادہ دکھ دیا گیا تھا۔
۲۴۔ اکتوبر ۱۹۱۵ء۔ صبح حضرت نے فرمایا کہ آج رات میں خواب میں دیکھا ہے۔ کہ تہوڑے چنے بھنے ہوئے سفید ہیں اور ان کے ساتھ ہنسی ہے۔ فرمایا۔ ہمارا تجربہ ہے۔ کہ چنے بھولے بنکے یا پیا ز خواب میں دیکھیں تو کوئی امر مکر وہ پیش آتا ہے لیکن منقہ دل کو قوت دینے والی شے ہے اور اس کا دیکھنا اچھا ہے۔ اس خواب سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ کوئی امر مکر وہ چھوٹا یا بڑا درپیش ہے جو منقہ کی آئینہ نش سے وہ کہہ جاتی رہے گی۔ فرمایا انسان کی زندگی کے ساتھ مکر و مات کا سلسلہ ہی لگا ہوا ہے اگر انسان چاہے کہ میری ساری عمر خوشی میں گزرے۔ تو یہ نہیں سکتا۔ اِنَّا مَعَ الْعَصْرِ لَنُنْزِلُ اِیَّکَ مَعَ الْعَصْرِ لَنُنْزِلُ۔ یہ زندگی کا چکر ہے۔ جب تنگی آوے تو سمجھنا چاہئے کہ اس کے بعد فراخی ہی ضرور آئے گی۔

ناظرین الحکم سے ایک بات

میں چونکہ قادیان سے باہر ہوں اس لئے اگر کسی بزرگ کے کسی خط کا جواب میں نہ دے سکوں یا کسی ارشاد کی تعمیل نہ ہو سکے تو وہ مجھے معذور سمجھیں۔ اور حضرات بقایا دار سیہ لحاظ کر کے کہ میری غیر حاضری میں مطبع کی ضرورت کے لئے روپیہ کی پہلے سے زیادہ ضرورت ہے بہت جلد اپنے بقایا مطالبات خود بھیجیں یا مطبع کے اجرا شدہ دی پی وصول کر کے کارخانہ کو شکر گزاری کا موقع دیں۔

حضرت مخدوم المذنب رضی اللہ عنہ کی وفات کے متعلق میرے مضمون اگر الحکم میں شائع نہ ہو سکا تو انشاء اللہ العزیز السیرۃ الحکیمہ میں اس کی تلافی ہوگی۔

تازہ الہامات دروہا

۲۲۔ اکتوبر ۱۹۱۵ء۔ روہا دیکھا کہ دہلی گئے ہیں تو تمام دروازہ بند ہیں۔ پھر دیکھا کہ ان پر

روزانہ الحکم

روزانہ الحکم کا اعلان مجھے الحکم میں ہو چکا ہے۔ اس سفر میں دہلی کے مقام پر اکثر احباب نے مجھے زبانی گفتگو کی۔ اور انہوں نے رمضان کی اہمیت اور ضرورت کو نہ صرف تسلیم کیا بلکہ اس کی خریداری کا مصمم ارادہ ظاہر فرمایا۔
مکرمی خلیفہ حافظ رشید الدین صاحب نے (جو الحکم کے ایک سرپرست ہیں) روزانہ کے اجراء پر مجھے بڑی مسرت کا خط لکھ کر مجھے حوصلہ دلایا تھا جزاء اللہ احسن الجزاء۔ مجھے امید ہوتی ہے کہ انشاء اللہ روزانہ کے لئے سو گیا لئی سو درخواستیں آجائیں گی۔ افراد قوم کا فرض ہے کہ وہ اپنی جگہ اس ضرورت اور اسکی تکمیل کی صورتوں پر غور کریں۔ اور سرسری نظر سے اسکو نہ ٹال دیں۔ جو درخواستیں اب تک آئی ہیں وہ حوصلہ دلائی ہیں کہ جلد یہ تعداد پوری ہو جائے گی۔
وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم

ایک بولبول میں قریشی شیخی ملک سلیمانی رہتا ہے

تذکرہ سی کا پیر

قیمت فی شیخی ع. فی ابریل ۱۲۵۰

یعنی ڈاکٹر کنیشن بن شاد بھارگو کا بنایا ہوا

تمک سیلانی

جسکو کہ مشہور ڈاکٹر اور لندن رائل کسٹری مدرسہ کے ممبر و میکمل انگرامینز
ولیم رسڈن کریبر صاحب بہادر نے جانچ فرما کر سٹرنفیلڈ عطا فرمایا ہے

فوائد عمک لیمانی

یہ نمک سلیمانی معدہ کی تمام خرابیوں کو دور کر کے اور مکی قوت کا محافظ رہتا ہے اس وجہ سے حالت تندرستی میں اس کا استعمال نہ ہو کر
برہم رہتی ہے اور غذا اچھٹ ہو کر خون صلیب پیدا ہوتا ہے اگر پوری پیریز کے ساتھ نہ دنا نہ اس نمک سلیمانی کا استعمال کیا جاوے تو دنیا
اور صاف خون معمول کے زائد تندرست انسان کے بدن میں پیدا ہو سکتا ہے جس کی وجہ سے ہر حکمی کمزوری اور ہستی رفع ہو کر
جستی اور مردانگی پیدا ہو سکتی ہے اور ایسا صحیح تندرست رہ سکتا ہے یہ نمک سلیمانی امراض ذیل میں جو کہ معدہ کی خرابی کی
وجہ سے پیدا ہونے میں مثلاً ہیضہ - بخم - بد ہضمی - نفخ - سفر - کھٹی یا چھلی ہوئی ڈھاروں کا آنا - گھٹے کی سوزش - پیٹ
کا درد - اہمال - پچش - ریاح کا درد دیکھی شہا - بواسیر - قبض - ان سب شکایتوں میں مثل جادو کے اپنا اثر دکھاتا ہے
چونکہ یہ نمک سلیمانی معدہ اور شش کی گری کا محافظ ہے اس وجہ سے بار بار پیشاب آنیکہ بھی روکتا ہے - دم یا سانس کا لینا
جو کہ بد ہضمی غذا یا زیادتی بلغم سے ہو آئین ہی بہرہ مند ہے چونکہ یہ معدہ کے فضلات کو تحلیل کرتا ہے اس وجہ سے کھٹے
کو بھی اس سے فائدہ ہوتا ہے - ہیضہ یا طاعون کے دنوں میں اس کا استعمال تریاق کا کام دیتا ہے -

ہزاروں سے دو چار ٹریفک ٹون کا خلاصہ

جناب علی القاب میر الدولہ ناظم یار جنگ استاد جهان مرزا خان صاحب داغ دہلوی مقام حیدر آباد دکن کی
تائید ہم چون سلسلہ کو تحریر فرماتے ہیں کہ بیٹے آپکا نمک سلیمانی استعمال کیا اور انہیں اوصاف کیسا تہمید و صوف پایا جیسا کہ اشتہار
میں درج ہے اور جس شخص کو دیا گیا اس نے بی تعریف کی۔ جناب صاحبزادہ محمد امین الرحمان خالص صاحب میرہ علی
جناب صاحب والی حجر محرم ۹ ستمبر ۱۲۹۷ کو قادم لہ بیابان و تحریر فرماتے ہیں کہ کو دانی آپکا نمک سلیمانی بہ بخشنی کھٹی ڈکار۔
نفع دہریائی درد شکم کو واسطے نہایت مفید پایا میرے چند دوست معدے کی شکایت کی شکایت تھے میرے پاس آئیے
آپکا نمک سلیمانی ان کو دیا خدا کے فضل سے ان لوگوں کو آرام ہوا۔ حقیقت آپکا نمک سلیمانی امراض معدہ کے واسطے الیکٹرک کہتا
ہے۔ اور میں خود دہریائی اور کھٹی ڈکار دکن کی مرض میں مبتلا تھا اس نمک سلیمانی کے استعمال سے شفاء کی حاصل ہوئی۔

جناب مولوی ریاض الدین احمد صاحب استاد جناب نواب ایچ بہادر ریاست بھوپال تحریر فرماتے ہیں کہ میرا لڑکا پانچ برس سے بیمار و دست اور پچیس بیمار تھا اور طرح کی دوا الہامی و دوا طری کی گئی مگر فائدہ نہ ہوا آپ کے نمک سلیمانی کا استعمال کرتا ہوں جس سے کو فائدہ معلوم ہوتا ہے اور اس کے لڑکے نمک سلیمانی سے مرض دیرینہ دفع ہو جائیگا بارہ ماہ ہانی دوا سلیمانی کی اور بھیج دیجئے ۔ جناب ابوالساکہ امیر صاحب مقام ٹولہ و ملک جاپان ۲۳-۱-۱۹۰۳- اگست نمک فائدہ کو تحریر فرماتے ہیں کہ میں آپکا نہایت ممنون ہوں کہ آپ کے بنائ ہوئے نمک سلیمانی کی سمندر کے سفر میں جو کہ مجھ کو جاپان آنے وقت درپیش تھا بہت مدد ملی سمندری بیماری مثل فیو سیلی و جگر وغیرہ میں اس کے استعمال سے فوراً فائدہ ہوتا تھا ۔ آپکا نمک سلیمانی مجھ کی شکایتوں کے واسطے بھی نہایت ہی مجرب دوا ہے اور کہا نے میں نہایت خوش ذائق ہے ۔

جناب بابو پل رام صاحب زمیندار دیرہ محسن خان میرا اہل ایشیا ایک سوسائٹی و سیاح لیوٹ امریکہ وغیرہ ۲۰ سال تو بڑے دلور
خیر فرماتے ہیں کہ آپکا نیک سیاحتی صرف سحدہ ہی پر بسا کیسے نہیں ہے بلکہ سمندر کی بیماریاں مثل شلی چکوتے بخار وغیرہ
میں ہی اپنا اثر بہت اچھا دکھاتا ہے میں امید کرتا ہوں کہ آپکا یہ نیک سیاحتی سمندر کی سفر کرنے والے لوگ اپنے ساتھ لے کر
صرف فائدہ اٹھائیں گے اور اسکے استعمال سے سمندر کی بیماریوں سے محفوظ رہیں گے۔

کالکٹ و مجسٹریٹ بدیعہ جناب نہ پڑتے رہا شدہ صاحب مہر ایم اے۔ مخیر فیہ فرائض بنیں کہ باوجود گنیش پر شاد بھار کا بنا یا ہوا انک سیلہانی یا حمزہ کی قوت طرمانے کو واسطے بہت ہی مفید ہے۔

جناب منشی محبوب عالم صاحب مالک الیدیر میسدا اخبار لائے اپنے رفقاء بیلہ بنوا طبرہ ۱۸ جنوری ۱۳۳۵ء میں تحریر فرما رہے کہ
کڑو اور گنیشہ رشاد بھار کو لایا یا تو انہم سبھی انی نقل محدہ سو مہمنی پر تھوہ بارانیا گیا نہایت غصید پایا کہتی اور جلی
ہوئی دکا رن کو روک دیتا ہی غرض اراض محدہ کہلے نہایت ناح چیز ہے جن لوگوں کو کہا نہ ہم تو ہا ہو تو وہ کہا نیلے ہی
ملنے کا یہ تھا۔ تو پھل انکے بہا گو خیر کار خانہ ملک سلیمانی محلہ گائے کہاٹ مشہر بنارس۔

موسم

فقط

۵۰ ہزار پڑیے بطور خیرہ مفت

دبا پنجر اسی بڑا کوکچا سن ہزار
جو پانچ سال سے براہیفت
نریار موجود ہیں سیکڑوں انگلیں

ملازما

طیہ کردی گئی ہے سر کاٹکی
تقسیم ہو رہا ہے دنیا قریب
ہمارے پاس معزز ڈاکٹر ونا

دہی تجارت کو ترقی دینے کیلئے
اور مختلف وضع پختہ رنگ کی
کم خرچہ بالائشین

جو مستورات کی واسطے نہایت عمدہ تحفہ ہے اور خوش وضعی میں یہاں تک چاہا کہ
 ہے کہ بالکل یقینی معلوم ہوتے ہیں اور بائسڈاری میں نور شبی کی کوئی حقیقت نہ
 قیمت فی تہان قسمل اصل طول ۱۸ گز، اگر عرض ۱۸ اگر عرض ۱۸ قیمت فی تہان قسم دو
 جملہ خط و کتابت و ترسیل پر بہ نام شیخ کا رخا نہ سرسہ نور کا کوری
 المشتہ محمد اعجاز علی مالک کا رخا نہ سرسہ نور کا کوری

اس کارخانہ نے اشتہاری دھوکہ سی
بوسٹ کارٹا نے پر وانیہ کیا جاوے
جانی دشمن ہے جس کے چہرہ رز کے اشتغال سے جالہ پہوتا۔ دستہ۔ آشوب
نزول الماء وغیرہ کو فوراً دفع کرتا ہے اور بالمش ضرور کیجئے بعد طلب کرنا قیمت فی
جس کے اشتغال سی ڈاڑھ خواہ مسولہ کالکیسیا بیٹا بکرہ در دھوپا دورہ
سے خون جاری ہو فوراً دفع کرتا ہے اور جلد امراض دفع ہو کر دانت نفل موتی کے
پوٹور بال الصفا یہ پوٹور دیگر پوٹورون کی طرح نہ تو جلد کو خراب کرتا ہے اور
نہایت نرم اور صاف ہو جاتی ہے اور تین منٹ میں خلع کر دینا اسی کا کام
المشتر حکیم فرار حسین و حکیم محمد حسین مالکان کارخانہ احمدیہ

کارخانہ احمدی راجہ عطریات

یہ کارخانہ قنوج میں قدیم ہے بلحاظ تفرات زمانہ اور
کارخانے کثرت سے ہو گئے ہیں بلحاظ قدامت اب سے
ترقی دی گئی ہے اور عطر و تیل وغیرہ لوازمات صفائی
سے تیار کئے جاتے ہیں۔ اور خوش معطر کاغذ خانہ
انجام دیتا ہے۔ مثلاً یقین بطور نمونہ طلب کریں
راقم محمد عبداللہ سعد اللہ تاجران عطر قنوج

یہ کارخانہ عطر و تیل
مفصل فہرست ط
ناگر تیل یہ تیل ہما
بالون کو سفید ہو
دروسیہ وغیرہ
آٹھ آنہ (درا
المشتہ کارخانہ

ایک نظر ادھر بھی

انہ سطر و تیل کا عرصہ دراز سے جاری
فہرست طلب کرنی سے روانہ ہوگی
یہ تیل ہمارے کارخانہ سے ایجا
کون سفید ہونے سے روکتا ہے۔ نیز
مرد و عورت کے لئے اکسیر ہے قیمتی
آٹہ (در) محصول ایک ہزار خیر
منتہر کارخانہ فرحت افزا الشیر

انوار احمدیہ پریس قادیان مین شیخ یعقوب علی ترازب احمدی اینڈ سنز مالک کے استہمام سی جہاں شالیج ہوا۔

تتتت کلام طیباً حضرت امام الزمان علیہ السلام

(۲۶ - ستمبر - قبل دوپہر)

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

اور دراصل وہ انکو کیا کرے اللہ تعالیٰ نے خود اس کے ساتھ ہوتا ہے اور وہی اس کی تائید اور نصرت فرماتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ پر ہر در تر ہے اور جانتا ہے کہ وہ خدا اپنی مخلوق کو خود اس کے ساتھ کر دیکھا۔ یہی ستر ہے کہ انبیاء علیہم السلام خلوت کو پسند کرتے ہیں اور میں یقیناً اور اپنے تجربہ سے کہتا ہوں کہ وہ ہرگز ہرگز پسند نہیں کرتے کہ باہر نکلیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ انکو مجبور کرتا ہے اور پھر انکو باہر نکالتا ہے۔ دیکھو موسیٰ علیہ السلام کو جب اللہ تعالیٰ نے مامور کیا جانا اور فرعون کی طرف ہدایت اور تبلیغ کی خاطر پہنچنے کی بشارت دی۔ تو انہوں نے عذر شروع کر دیا کہ بیٹے انکا ایک خون کیا ہوا ہے۔ بہائی کو بھی یاد آجائے۔ یہ کیا بات تھی یہ ایک قوم کا استغنا اور اہل عالم سے الگ رہنے کی زندگی کو پسند کرنا تھا۔ یہی استغنا ہر مامور اور مرسل کو ہوتا ہے۔ اور وہ اس نہائی کی زندگی کو بہت پسند کرتا ہے۔ اور یہی ان کے اخلاص کا نشان ہوتا ہے اور اسی لئے اللہ تعالیٰ انکو اپنے لئے منتخب کرتا ہے۔ کیونکہ وہ ان کے دل پر نظر کر کے خوب دیکھ لیتا ہے کہ اس میں غیر کی طرف قطعیاً توجہ نہیں ہوتی اور وہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور تعمیل امری کو اپنی زندگی اور حیات کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔

آن کس کے تراشناخت جہاں راجہ کند
فرزند و عیال و خانمان راجہ کند
دیوانہ کنی ہر دو جہان نش بخشتے
دیوانہ از ہر دو جہان راجہ کند
اس کے دل میں بڑا بے سے طبع انفرت
اور کراہت ہوتی ہے مگر وہ لوگ جو خود اس قسم کی کبریائی کی بیہودہ خواہشوں کے غلام اور اسیر ہوتے ہیں وہ اپنے نفس پر قیاس کر کے انکی نسبت بھی یہی سمجھتے ہیں کہ وہ بڑا بے کی خواہشوں سے ایسے دعوے کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ اتنا نہیں دیکھتے کہ ان کا دعوے تو انہر ایک آفتوں اور مصائب کا طوفان ہے آتا ہے اور ان کو خطرہ میں ڈالتا ہے ہر طرف سے ان کی مخالفت کے لئے ہاتھ اور زبان چلتی ہے اور کوئی دقیقہ انکو دکھائی

میں اٹھا نہیں رہتا جاتا۔ پہر کیسی انصافی اور ظلم ہے کہ ان کی نسبت یہ وہم کیا جائے کہ وہ خواہش کبر باری سے ایسا کرتے ہیں یہ بہتان عظیم ہے۔ وہ تو صرف اللہ تعالیٰ کا جلال اور اس کی عظمت کے اظہار اور اس کی کبر باری کے اعلان کو پسند کرتے ہیں اور ان کے لئے اپنی جان ایک جان کیا ہزار جان بھی دینے کو تیار رہتے ہیں۔ انہوں اہل دنیا ان کے حالات سے بے خبر اور ناواقف ہوتے ہیں۔ اس لئے اس قسم کے اعتراض کرتے ہیں۔ اصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مصالح پسند فرماتے ہیں کہ انکو باہر نکالا جائے اور وہ دنیا کے سامنے نکلیں۔ اور وہ خدا جواہل دنیا سے مخفی ہوتا ہے ان کے وجود میں نظر آوے۔ یہ بھی یاد رکھو کہ جس چیز سے انسان نفرت کرتا ہے وہی اسکو دیتا ہے اور جس کی طرف بھاگتا ہے اس سے محروم کیا جاتا ہے انبیاء و مرسل کا گروہ ہرگز ہرگز اپنی جاہ و حشمت کو نہیں چاہتا لیکن اللہ تعالیٰ اپنے مصالح کی بنیاد پر انہیں عطا کرتا ہے۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار ہجرت گذرے ہیں۔ اور اس لحاظ سے ان سب کو تو یا ایک ہی سمجھو کیونکہ سب کے ساتھ ایک ہی معاملہ ہوا ہے اللہ تعالیٰ نے ان میں سے کسی ایک کو بھی ذلیل اور خوار نہیں کیا۔ اس لئے کہ ان کی ذلت خود اللہ تعالیٰ کی ذلت ہے و تھائے شانہ جو لوگ ان کے خلاف کرتے ہیں اور مخلوق کو عظمت دیتے ہیں گویا اللہ تعالیٰ کی کبر باری کی ردا مخلوق کو پہناتے ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں مردود ہوتے ہیں۔

یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ ایک طرف انبیاء و مرسل اور خدا تعالیٰ کے مامورین اہل دنیا سے غور ہوتے ہیں اور دوسری طرف مخلوق کے لئے ان کے دل میں اس قدر ہمدردی ہوتی ہے کہ وہ اپنے آپ کو اس کے لئے ہی خطرہ میں ڈالتے ہیں اور خود ان کی جان جانے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ انکو فرما

یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ ایک طرف انبیاء و مرسل اور خدا تعالیٰ کے مامورین اہل دنیا سے غور ہوتے ہیں اور دوسری طرف مخلوق کے لئے ان کے دل میں اس قدر ہمدردی ہوتی ہے کہ وہ اپنے آپ کو اس کے لئے ہی خطرہ میں ڈالتے ہیں اور خود ان کی جان جانے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ انکو فرما

صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت قرآن شریف میں فرماتا ہے۔

فلعلک باجمع نفسك ان لا یکونوا منین
یہ اس قدر ہمدردی اور خبر خواہی ہے اللہ تعالیٰ نے اس میں فرمایا ہے کہ تو ان لوگوں کے معون نہ ہونے کے متعلق اس قدر غم نہ کر اس غم میں شاید کوئی جان ہی دیدے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہمدردی مخلوق میں کہاں تک بڑھ جاتے ہیں۔ اس قسم کی ہمدردی کا نمونہ کسی اور میں نہیں پایا جاتا بھائی تک کہ ماں باپ اور دوکھ اقداب میں ہی ایسی ہمدردی نہیں ہو سکتی۔

مخلوق تو انہیں کا ذب اور غمخیزی کہتی ہے اور وہ مخلوق کے لئے مرتے ہیں۔ یقیناً یاد رکھو کہ یہ ہمدردی والدین میں بھی نہیں ہوتی اس لئے کہ وہ جب دیکھتے ہیں کہ اولاد مسکرتش اور نافرمان ہے یا اور اس میں پاتے ہیں تو آخر اسے چھوڑ دیتے ہیں مگر انبیاء و مرسل کی یہ حالت نہیں ہوتی۔ وہ مخلوق کو دیکھتے ہیں کہ انہر حملے کر رہے اور ستا رہے لیکن وہ اس کے لئے دعا کرتے ہیں انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کی ہدایت کے لئے اس قدر دعا کرتے تھے جکا نمونہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بیان کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے دل میں ایک پیاس لگا دی تھی کہ لوگ مسلمان ہوں اور خدا سے واحد کے پیوستار ہوں۔ جس قدر کوئی نبی عظیم الشان ہوتا ہے اسی قدر یہ پیاس زیادہ ہوتی ہے اور یہ پیاس جس قدر تیز ہوتی ہے اس قدر جذبہ اور کشش اس میں ہوتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ خاتم النبیاں اور جمیع کمالات نبوت کے مظہر تھے اس لئے یہ پیاس آپ میں بہت ہی زیادہ تھی۔

حضرت جعفر علیہ السلام نے چند اشعار میں انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس معجزہ نفاذ کا ذکر کیا ہے جسکو میں مناسب موقع کے لحاظ سے یہاں درج کرتا ہوں۔ ایڈیٹر

س

جان خود وادون ہے خلق خدا و فطرش
جان نثار خستہ جانان بیدلان ما عجم گسار
اندر آن وقتے دنیا پر دشرک و کفر بود
ہیچکس را خون نشد دل جز دل آن شہر بود
ہیچکس از جنت و جہنم و جنت و جہنم
این خبر شد جان احمد را کہ بود از عشق ناز
کس چہ میداند کرازان نال را با شد جز
کان شفیع کرد از سہر جہان در گنج عار
من نمیدانم چہ در دے بود داند و دے
کا ندان غارے در آردش حزن و دلنگار
نے زاری کی تو حش نے ز تنہائی ہر اس
نے ز مردن غم نہ خوف کثر نم دے ہم مار
کشتہ قوم و خدا و خلق و قربان جہان
نے مجسم خوش بیلش نے بنفس خویش کار
نفرہ ناپرد و دین و از پے خلق خدا
شد نضرع کار او پیش خدا ایل و نہار
آخر از عجز و مناجات و نضرع کرد دلش
شد نگاہ لطف حق بر عالم تاریک و تا
در جہان از معصیت ہا بود طوفان عظیم
بود خلق از شرک و عصیان کور و در ہار
سخت شولے بر فلک افتاد زان عجز و دعا
قدسیان را نیز شد چشم از عزم آن شکبار
منت او بر ہر سرخ و سیاہی ثابت است
آنگاہ بہر نفع انسان کرد جان خود نثار

اور چونکہ یہ پیاس بہت ہی آبی و جہ سے آپ میں

جان کو خطرہ میں ڈالتے ہیں اس سے انکی غرض کیا ہوتی ہے؟ وہ یہی کہ مخلوق کو اپنے خالق کے آگے جھکاؤ اور اللہ تعالیٰ کی کبر باری اور عظمت کا انہیں قابل کرا دے۔ حضرت سید موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفقت اور ہمدردی کے بڑے اعلیٰ اعلیٰ نے دیکھے تھے ہیں مگر انہیں اہل دنیا انہیں بندھے ہوئے ہیں خود اپنے حاکم نے اپنے اس جوش ہمدردی کو یوں بیان فرمایا ہے

نیکر دو بیان آن دعا و تقیر بر کوتاہم
کرے از دل خبر دارم نہ از جان خود آگاہم
ازین در لذت کم کرد در میخیزد ز دل آہم
ہمیں کارم ہمیں ہارم ہمیں رسم ہمیں راہم
کہ ہمدردی برد آجائے جبر و زور و اگر ہم
گرش صد جان ہا ریزم ہنوزش عذر میخوایم
چو شام بر غبار و تیرہ حال عالمے بیستم
خدا بروے فردا دعا دے سحر گاہم

جذب اور کشش کی قوت ہی تمام راستبازوں اور ماموروں سے بڑھ کر تھی۔ جسکا ثبوت اس سے بڑھ کر کیا ہوگا کہ آپ کی زندگی ہی میں کل عرب مسلمان ہو گیا۔ پیکش اور جذب جو مامورین کو دیا جاتا ہے وہ متعدد دلوں کو تو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے اور ان لوگوں کو جو اس سے حصہ نہیں رکھتے دشمنی میں ترقی کرنے کا موقع دیتا ہے۔

باران کے در لطف طبعش خلافت نیست
در باغ لاله روید در بوم شور جنس
ای طرح پر انبیاء علیہم السلام کی خاصیت ہوتی ہے کہ وہ من اور کافر انکے طفیل سے اپنے کفر اور ایمان میں کمال کرتے ہیں۔ لکھتا ہے کہ ابوبکر کا کفر پورا نہ ہوتا اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ آتے۔

پہلے اسکا کفر خفی تھا لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت پر اسکا اظہار ہو گیا۔ اسطرح حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا صدق ہی مخفی تھا جو اسوقت ظاہر ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روحانی دعوت کی ایک نئی اس دعوت کو قبول کیا اور دوسرے نے انکار کر دیا۔ ایسے ہی لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔
فی قلوبہم مرض فزادہم اللہ مرضا
انبیاء و رسل اگر اس خباثت اور شقاوت کو جو ان کے اندر ہوتی ہے ظاہر کر دیجئے ہیں قرآن شریف نے انبیاء و رسل کی بعثت کی مثال مینہ سے دی ہے۔

والبلد الطیب یخرج نبیا نذرا ذن ربہ
والذی خبت لا یخرج الا نکدا ط
یہ تمثیل اسلام کی ہے جب کوئی رسول آتا ہے تو انسانی فطرتوں کے سارے خواص ظاہر ہو جاتے ہیں۔ ان کے ظہور کا یہ خاصہ اور علامات ہیں کہ مخلص سعید الفطرت اور تبعہ طبعیت کے لوگ اپنے اخلاص اور ارادت میں ترقی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمدردی اور ایمان کا نمونہ اور خاتم الخلفاء کی ہمدردی اور شفقت علی خلق اللہ کا یہ نمونہ جو یقیناً آپ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا عملی اور زندہ ثبوت ہے۔ مگر ان لوگوں کے لئے جو طالبان حق ہوں اور انہیں پہلی رکبتے ہیں یہ آپ کی ہمدردی کا نمونہ ہم دن رات قادیان میں دیکھتے ہیں اس کا ذکر میں اس مضمون میں نہاں اللہ بسطے گوں گا۔ جو حضرت مخدوم المائتہ مولانا مولوی عبد الکریم صاحب رضی اللہ عنہ کے متعلق لکھنا چاہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اسکی توفیق دے۔ ایڈیٹر۔

کرتے ہیں اور شریر شرارت میں بڑھ جاتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جب خبیث اور منکر گروہ نے شرارتیں کرنی شروع کیں اور مذکرہ اور اینٹارسانی کے منصوبے کئے اسوقت معلوم ہوا کہ کسی کسی خبیث دشمن ہیں۔ ایک وہ لوگ تھے کہ انہوں نے آپ کی راہ میں اپنے سر کٹوا ڈالے۔ انکے حالات اور واقعات کو دیکھ کر کہنا پڑتا ہے کہ امنیں کیسا اخلاص اور ارادت تھی فی الحقیقت ان کا آسودہ آسودہ حسنہ ہے یہاں تک کہ ان میں سے اگر کسی کا ایک حرب سے سر نہیں کٹا تو اس کو شک ہو کہ شہید نہیں ہوا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی راہ میں کیسے فدا تھے لکھتا ہے کہ ایک صحابی نے اپنے مخالف کو ایک تلوار ماری اس کے زنگی مگر اپنے لگی دوسرے نے کہا کہ شہید نہیں ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور پوچھا کہ کیا شہید نہیں ہوا۔ آپ نے فرمایا دو اجر ملین گے ایک یہ کہ دشمن پر حملہ کیا اور دوسرا اس لئے کہ اپنے آپ کو محض خدا کے لئے خطرہ میں ڈالا۔

اس قسم کا ایمان ان لوگوں کا تھا پس جب تک اس قسم کا اخلاص اور استقامت اللہ تعالیٰ کے لئے حاصل ہو کہ نہیں بنتا۔ میں یہی نمونہ صحابہ کا اپنی جماعت میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کو وہ مقدم کر لیں اور کوئی امر ان کی راہ میں روک نہ ہو۔ وہ اپنے مال و جان کو بیچ سمجھتے ہیں دیکھتا ہوں کہ بعض لوگوں کے کارڈ آتے ہیں کسی تجارت یا اور کام میں نقصان ہوا یا اور کسی قسم کا ابتلا آیا تو جھٹ جھبات میں پڑ گئے ایسی حالت میں ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ اصل مطلب اور مقصد سے وہ کس قدر دور ہیں۔ غور کر دیکھا فرق ہے صحابہ میں اور ان لوگوں میں۔ صحابہ یہ چاہتے تھے کہ خدا تعالیٰ کو راضی کریں خواہ اس راہ میں کسی سختیاں اور تکلیفیں اٹھانی پڑیں۔ اگر کوئی مصائب اور مشکلات میں نہ پڑتا اور اس دیر ہوتی تو وہ روتا اور چلاتا تھا۔ وہ سمجھ چکے تھے کہ ان ابتلاؤں کے نیچے خدا تعالیٰ کی رضا کا پروانہ اور خزانہ مخفی ہے۔

ہر بلا کین قوم راحی دادہ ست
زیر آن گنج کرم نبیادہ ست
قرآن شریف ان کی تعریف سے بھرا ہوا ہے اس کی ہر کر دیکھو صحابہ کی زندگی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا عملی ثبوت تھا صحابہ جس مقام پر پہنچے تھے اسکو قرآن شریف

میں اس طرح یہ بیان فرمایا ہے۔

منہم من قضی نحبه ومنہم من ینتظر
یعنی بعض ان میں سے شہادت پا چکے اور انہوں نے گویا اصل مقصد حاصل کر لیا اور بعض اس انتظار میں ہیں اور چاہتے ہیں کہ شہادت نصیب ہو۔ صحابہ دنیا کی طرف نہیں جھکے کہ عمریں لمبی ہوں اور اس قدر مال و دولت ملے اور یوں بے فکری اور عیش کے سامان ہوں۔ میں جب صحابہ کے اس نمونہ کو دیکھتا ہوں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدی اور کمال فیضان کا بے اختیار اقرار کرنا پڑتا ہے کہ کس طرح پر آپ نے انکی کایا پلٹ دی اور انہیں بالکل رو بخدا کر دیا۔ (اللهم صل علی محمد وعلی آل محمد وبادک وسلم) خلاصہ یہ کہ ہمارا فرض یہ ہونا چاہئے کہ ہم اللہ تعالیٰ رضامندی کے جو یا اور طالب رہیں اور اسی کو اپنا اصل مقصد قرار دیں۔ ہماری ساری کوشش اور تگ و دو اللہ تعالیٰ کے رضا کے حاصل کرنے میں ہونی چاہئے خواہ وہ خداوند اور مصائب ہی سے حاصل ہو۔ یہ رضا الہی دنیا اور اس کی تمام لذات سے افضل اور بالاتر ہے۔

یہ بھی یاد رکھو کہ یہی مشہادت نہیں کہ ایک شخص جنگ میں مارا جاوے بلکہ یہ امر ثابت شدہ ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں ثابت قدم رہتا ہے اور اس کے لئے ہر دکہ۔ درد اور مصیبت کو اٹھانے کے لئے مستعد رہتا ہے اور اٹھاتا ہے وہ بھی شہید ہے۔ شہید کا مقام و مقام ہے جہاں وہ اللہ تعالیٰ کو گویا دیکھتا اور مشاہدہ کرتا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی ہستی اسکی قدرتوں اور کمالات پر وہ اس طرح ایمان لاتا ہے جیسے کسی چیز کو انسان مشاہدہ کر لیتا ہے۔ جب اس حالت پر انسان پہنچ جاوے ہر اسکو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان دینا کچھ بھی مشکل معلوم نہیں ہوتا بلکہ وہ اس میں راحت اور لذت محسوس کرتا ہے۔ شہادت کا ابتدائی درجہ خدا کی راہ میں استقلال اور ثبات قدم ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص نہ مرا اللہ کی راہ میں اور نہ تمنا کی مرگیا وہ نفاق کے شعبہ میں۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ کوئی شخص مومن کامل نہیں ہوتا جب تک اللہ تعالیٰ کی راہ میں مرنا دنیا کی زندگی سے وہ مقدم نہ کرے۔ یہ یہ کیا اگر ان مرحلہ میں ان لوگوں کے لئے جنہوں نے دنیا کی حیات کو عزیز سمجھا۔ خدا تعالیٰ کی راہ میں مرنے کے یہ مضمحل نہیں کہ انسان خواہ مخواہ لڑائیوں کر تا یہاں بلکہ اس

سے یہ مراد ہے کہ خدا تعالیٰ کے احکام اور اوامر کو اسکی رضا کو اپنی تمام خواہشوں اور آرزوئیں پر مقدم کرے اور اور ہر اپنے دل میں غور کرے کہ کیا وہ دنیا کی زندگی کو پسند کرتا ہے یا آخرت کو اور خدا کی راہ میں اگر اس پر مصائب اور شداہد بھی طرین تو وہ ایک لذت اور خوشی کے ساتھ انہیں برداشت کرے۔ اور اگر جان بھی دینی پڑے تو تردد نہ ہو۔ پس یہی وہ امر ہے جو میں اپنی جماعت میں پیدا کرنا چاہتا ہوں کہ ان میں صحابہ کا نمونہ قائم ہو۔ مجھے افسوس ہوتا ہے کہ جب کثرت سے ایسے خطوط آتے ہیں کہ جن میں دنیا اور اسکی خواہشوں کا ذکر ہوتا ہے اور لکھا جاتا ہے کہ میرے لئے فلان امر کو اسلئے دعا کرو۔ میری فلان آرزو پوری ہو جائے۔ بہت ہی تھوڑے لوگ ہوتے ہیں جو محض خدا کی رضا ہی کو مقدم کرتے ہیں اور اسی کی ہی خواہش اور آرزو کرتے ہیں۔ بعض ایسے ہوتے ہیں کہ مکر سے لگتے ہیں۔ یعنی پہلے تو ذکر کرتے ہیں کہ آپ دعا کریں کہ ہمارے دل میں ذوق ملوثی عبادت کا پیدا ہو جائے اور یہ ہو اور وہ ہو۔ پھر آخر میں اپنی دنیوی خواہشوں کو ظاہر کرتے ہیں میں ایسی بدبودار تحریروں کو شناخت کر لیتا ہوں۔ کہ ان کی اصل غرض کیا ہے؟ وہ نہیں جانتے کہ خدا تعالیٰ عالم الغیب ہے اور وہ نیات کو خوب دیکھتا ہے اس طرح ہر لوگ خدا کو دہو کہ دینا ہے اس طریق کو بالکل چھوڑ دینا چاہئے۔ تمہیں چاہئے کہ خالصۃ اللہ کے لئے ہو جاؤ۔ اگر تم اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کو مقدم کر دو گے تو یقیناً اسجودینا میں بھی ذلیل اور خوار نہیں رہو گے۔ اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں کے لئے عزت ہوتی ہے وہ خود انکا تکفل فرماتا ہے اور ہر قسم کی مشکلات سے انہیں نجات اور مخلصی عطا فرماتا ہے۔ میں یقیناً جانتا ہوں اور کہتا ہوں کہ اگر تم میں وہ تخم بویا گیا جو صحابہ میں بویا گیا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ ہر طرح اپنے فضل کرے گا۔ ایسے شخص پر کوئی شخص حملہ نہیں کر سکتا اس امر کو خوب یاد رکھو کہ اگر خدا تعالیٰ کے ساتھ سچا اور مضبوط تعلق ہو جاوے تو ہر کسی کی دشمنی کی کیا پروا ہو سکتی ہے۔ میں پہلے ہی کہا تھا کہ میرے نزدیک عیسیٰ یا موسیٰ کا دعویٰ کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ اصل عرض تو یہ ہے کہ میں مقام رضا حاصل کرنا چاہتا ہوں اور یہی سب کو کرنا چاہئے۔ یہ اس کا فضل اور محض فضل ہے کہ وہ اپنے انعامات سے حصہ دے اور اس کے حضور کوئی کمی اور اس کی ذات میں کوئی نخل نہیں۔ یہ کہہ جیانی نہیں کرنا چاہئے۔

میرے نزدیک جو شخص ایسا گمان کرتا ہے وہ کافر ہو جاتا ہے۔ اگر انسان انبیاء و رسل کے انعامات کو حاصل نہیں کر سکتا تو پھر دنیا میں ان کے آنے سے کیا فائدہ اور کیا حاصل؟ خدا تعالیٰ کی راہ میں مجاہدہ کرنے والوں اور راستبازوں کی ساری امیدوں کا خون ہو جاوے اور وہ تو گویا زندہ ہی مر جاوے۔ مگر نہیں ایسا نہیں ہے اللہ تعالیٰ ہر شخص پر وہی انعام کر سکتا ہے جو اس نے اپنے برگزیدہ بندوں پر کئے۔ ہاں یہ ضروری ہے کہ اس قسم کا دل اور اخلاص لیکر اس کے حضور آؤ۔

میں نے از خود کوئی دعویٰ نہیں کیا میں اپنی خلوت کو پسند کرتا تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ کے مصالح نے ایسا ہی چاہا اور اس نے خود مجھ کو باہر نکالا۔ چونکہ سنت الہیہ ہے کہ جب کسی شخص کو ایسی مناسب عزت سے بڑھ کر عظمت دیجاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس عظمت کا دشمن ہو جاتا ہے کیونکہ یہ اس کی توحید کے خلاف ہے اس طرح ہر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے وہ عظمت تجویز کر دی گئی تھی جسکے وہ مستحق نہ تھے یہاں تک کہ انہیں خدا بنادیا گیا اور خانہ خدا خالی ہو گیا۔ عیسائیوں سے پوچھ کر دیکھو وہ وہی کہتے ہیں کہ عیسیٰ مسیح ہی خود خدا ہے۔ اب جس انسان کو اس قدر عظمت دی گئی اور اسے خدا بنا یا گیا (نور ہدایہ) اور اس طرح خدا کا پہلو لگ کر دیا گیا۔ تو کیا خدا تعالیٰ کی غیرت مخلوق کو اس انسان پرستی سے نجات دینے کے لئے جوش میں نہ آتی۔ پس اس تقاضا کے موافق اس نے مجھے مسیح کر کے بھیجا تاکہ دنیا پر ظاہر ہو جاوے کہ مسیح تجھ کو ایک عاجز انسان کے اوکھوتہ تھا۔ خدا تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ اس کفری اصلاح کرے۔ اور اس کے لئے یہی راہ اختیار کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے ایک فرد کو اسی نام سے بھیجا دیا تاکہ ایک طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا اظہار ہو اور دوسری طرف مسیح کی حقیقت معلوم ہو۔

یہ ایسی موٹی بات ہے کہ سمجھ لی عقل کا انسان ہی اسکو سمجھ سکتا ہے دیکھو اگر ایک بڑے آدمی کو معمولی اردہ سے مشابہت دی جاوے تو وہ جڑوٹا ہے یا نہیں؟ پھر کیا خدا تعالیٰ میں اتنی ہی غیرت نہیں کہ ایک عاجز انسان کو اسکی الوہیت

کے عرش پر بٹھایا جاوے اور مخلوق تباہ ہو اور وہ اللہ اور نہ کرے؟ خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ مسیح نے ہرگز ایسا دعویٰ نہیں کیا کہ میں خدا ہوں اگر وہ ایسا دعویٰ کرے تو میں جہنم میں ڈال دوں۔ ایک مقام پر یہ بھی فرمایا ہے کہ مسیح سے اسکا جواب طلب ہو گا کہ کیا تو نے کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو خدا بناؤ۔ تو حضرت مسیح اس مقام پر اس سے اپنی بریت ظاہر کر کے گئے اور آخر یہ کہیں گے۔

فلما تو فیتقنی کنت انت الرقیب علیہم یعنی جب تک میں انہیں زندہ رہا تھا میں ہرگز نہیں کہا تھا کہ جب لو نے مجھے وفات دیدی تو پھر تو آپ انکا نکاح نہ کیا۔ اس سے پہلے مادمت فیہم کا لفظ صاف طور پر ظاہر کرتا ہے کہ جب تک حضرت مسیح زندہ رہے ان کی قوم میں یہ بگاڑ پیدا نہیں ہوا۔ ساری منکالت بعد وفات ہوئی ہے اگر حضرت مسیح ابھی تک زندہ ہیں تو پھر یہ ماننا بڑا لگا کر عیسائی نہیں بگڑے بلکہ حق پر ہیں۔ پر غور کر کے بتاؤ! اسلام کی حقانیت پر یہ کس قدر خطرناک حملہ ہو گا۔ کیونکہ جب وہ ایک سچا مذہب موجود ہے اور اس میں کوئی خرابی ہی پیدا نہیں ہوئی تو پھر جو کچھ وہ کہتے ہیں مان لینا چاہئے۔ مگر نہیں خدا تعالیٰ کا کلام حق ہے اور یہی سچ ہے کہ وہ مر گئے اور عیسائی مذہب ہی ان کے ساتھ ہی مر گیا اور اس میں کوئی روح حق اور حقیقت کی نہیں رہی۔ اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ دوبارہ اس دنیا میں نہیں آئیں گے کیونکہ وہ عیسائیوں کے بگڑنے کا اقرار اپنی موت کے بعد کرتے ہیں اگر انہوں نے انانہا تو وہ پھر جواب نہ دیتے۔ ورنہ یہ جواب اللہ تعالیٰ کے حضور جو بڑا سمجھا جاوے گا اور ب اللہ العزیز کے حضور حلف دروغی ہوگی؟ کیونکہ اس صورت میں تو انہیں کہنا چاہئے تھا کہ میں گیا اور جا کر ان کی صلیبوں کو توڑا اور ان میں پھر توحید قائم کی وغیرہ وغیرہ۔

عرض

یہ میرا دعویٰ جو اللہ تعالیٰ کے ایماء اور حکم جریح سے کیا گیا ہے۔ خدا تعالیٰ نے اپنے عظیم نشان مصالح اور حکمت سے ایسا ہی چاہا ہے تاکہ مسیح کی عظمت کو توڑا جاوے۔ اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ نے ایسا کیا ہے یہودی خدا تعالیٰ کی برگزیدہ قوم کہلاتے تھے لیکن جب

انہوں نے شریعت کی بے حرمتی کی اور وہ حد سے زیادہ بگڑ گئے تو اللہ تعالیٰ کی غیرت نے نہ چاہا کہ ان میں نبوت کا سلسلہ رہے اور نبوت کو خاندان بنی ہما عیل میں منتقل کر کے ختم کر دیا جیسا کہ خود حضرت عیسیٰ نے بھی باغ والی تمثیل میں اسی کی طرف اشارہ کیا ہے۔ یہودیوں کی اس غوغائی اور گستاخی کا نتیجہ یہ ہوا کہ انہر ذلت کی مار مار دی گئی اب وہ ہر سلطنت کے ماتحت ذلیل ہیں۔ بلکہ بعض سلطنتوں سے کئی دفعہ نکالے گئے ہیں۔ اب جبکہ یہودیہ ذلت بڑھ چکی اور نبوت ان کے خاندان سے منتقل ہو چکی تو کیا یہ انتقال نبوت تنزل کے طور پر تھا اور ناقص تھا؟ اگر ایسا تھا تو پھر یہودی ناز کر سکتے ہیں اور وہ یہ پیش کر سکتے ہیں کہ ہم پر یہ فضل ہوا اور وہ انعام ہوا۔ مگر اس کے ایک یہ بھی کہ توحید کی خدمت اور اس کے استحکام کے لئے برابر خلفاء اور رسل آتے رہے لیکن قرآن شریف کو یہہ مرتبہ حال نہ ہوا (نور ہدایہ من ذالک) سو چکر جاؤ۔ کر کیا یہ اسلام کی بے عزتی اور نقص کی دلیل ہوگی یا اس کے لئے عظمت کا ذریعہ؟ مجھے نہایت افسوس ہے کہنا پڑتا ہے کہ میرے مخالفوں نے میری مخالفت یہاں تک غلو کیا ہے کہ اسلام کی یہی سخت تنگی کر لینی انہوں نے گوارا کی۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جو خاتم الانبیاء اور تمام نبیوں سے افضل اور اکمل تھے۔ (صلی اللہ علیہ وسلم) معاذ اللہ ناقص ٹی ٹھہرایا جب یہ تسلیم کر لیا اور اپنا عقیدہ بنالیا کہ اب کوئی شخص ایسا نہیں ہو سکتا جو اللہ تعالیٰ سے شرف مکالمہ پاسکے۔ اور خدا تعالیٰ اس کے ماتر پر تائیدی نشان ظاہر کر سکے۔ تم خود بتاؤ کہ اس عقیدہ سے اسلام کا کیا باقی رہتا ہے؟ اگر خدا تعالیٰ پہلے بولتا تھا مگر اب نہیں بولتا تو اسکا ثبوت کیا ہے؟ کہ وہ پہلے بولتا تھا اگر خدا تعالیٰ پہلے خارق عادت تصرفات دکھانا تھا مگر اب نہیں دکھانا تو اسکا کیا ثبوت ہے؟ قصے کہانیاں کون قوم بیان نہیں کرتی۔ افسوس ان کو تعصب نے ایسا انداز کر دیا ہے کہ کچھ بھی انکو سوجھائی نہیں دیتا اور میری مخالفت میں یہہ اسلام کو بھی ماتر سے دیتے ہیں۔

عرض

اگر یہودی حضرت علیہم الذلۃ کے مصداق ہو چکے ہیں اور نبوت اس خاندان

سے منتقل ہو چکی ہے تو پھر یہہ ناممکن ہے کہ مسیح دوبارہ اسی خاندان سے آوے؟ اگر یہ تسلیم کیا جاوے گا تو اس کا نتیجہ یہی ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ادنیٰ نبی مانا جاوے اور اس امت کو بھی ادنیٰ امت حالانکہ یہہ قرآن شریف کے منشاء کے صریح خلاف ہے کیونکہ قرآن شریف نے تو صاف طور پر فرمایا

کنت خیر امۃ اخرجت للناس پھر اس امت کو خیر الامۃ کی بجائے شری الامۃ کہو گے؟ اور اس طرح پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ پر حملہ ہو گا! مگر یقیناً یہہ سب جھوٹ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی اعلىٰ درجہ کی تھی اور ہے اس لئے کہ وہ ایک اپنا اثر دکھائی اور تیرہ سو سال گزرنے کے بعد مظہر اور مقدس وجود پیدا کرتی ہے اللہ تعالیٰ کا انتقال نبوت سے یہی منشاء تھا کہ وہ اپنا فضل و کمال دکھانا چاہتا تھا جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کیا تھا۔ اسی کی طرف اشارہ ہے اھدنا الصراط المستقیم میں۔ یعنی اسے اللہ ہم پر وہ انعام و اکرام کر جو پہلے نبیوں اور صدیقوں شہیدوں اور صالحین پر تو نے کئے ہیں۔ ہم یہی کہہ کر خدا تعالیٰ سے یہہ انعام و اکرام کمری نہیں سکتا تھا اور انکا دروازہ بند ہو چکا تھا تو پھر اس دعا کی تعلیم کی کیا ضرورت تھی؟ اسرئیلیوں پر تو یہ دروازہ بند ہو چکا تھا اگر یہاں ہی بند ہو گیا تو پھر کیا فائدہ ہوا؟ اور کسی بات میں بنی اسرائیل پر اس امت کو فخر ہوا۔ جو خود اندھا ہے وہ دوسرے اندھے پر کیا فخر کر سکتا ہے؟

اگر وحی۔ الہام۔ خوارق یہودین پر بند ہو چکے ہیں! تو پھر یہہ بتاؤ کہ یہودینہ کسی جگہ جا کر کہلا بھی یا نہیں۔ ہمارے مخالف ہیں کہ نہیں ہم پر یہی دروازہ بند ہے یہ کسی بد نصیبی سے پانچ وقت اھدنا الصراط المستقیم کی دعا کرتے ہیں۔ اور اس پر یہی کہہ نہیں سکتا! تعجب!!

اللہ تعالیٰ کا خود ایسی دعا تعلیم کرنا تو یہہ معنی رکھتا ہے کہ میں تم پر انعام و اکرام کرنے کے لئے طیار ہوں جیسے کسی حاکم کے سامنے پانچ امیدوار ہوں درود ان میں سے ایک کو کہے کہ تم یہاں حاضر ہو تو اس کے بھی معنے ہوتے ہیں کہ اسکو ہر در کام دیا جاوے گا۔ اس طرح پر اللہ تعالیٰ نے دعا تعلیم کی اور پانچ وقت یہہ پڑھی جاتی ہے مگر ہمارے مخالف کہتے ہیں کہ اس کا کچھ نہیں ہے

اور توحید پر تہمت لگاتا ہے کہ یہ قرآن شریف کی تک
اور اسلام کی ہتک نہیں ہے؟ میرے اور ان کے
درمیان ہی امر دراصل مقدار میں ہے۔
یہ کہتا ہے کہ اسلام کے برکات اور
تاثیرات جیسے پہلے ہیں ویسے ہی اب بھی ہیں
وہ خدا اپنے تصرفات اب بھی دکھاتا ہے اور
کام کرتا ہے مگر یہ اس کے مقابلہ میں کہتے ہیں
کہ اب یہ دروازہ بند ہو چکا ہے اور خدا تعالیٰ
خاموش ہو گیا وہ کسی سے کلام نہیں کرتا +
و دعاؤں میں تاثیر اور قبولیت نہیں۔ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک تاثیرات پیچھے رہ
گئی ہیں۔ اب نہیں۔ افسوس انہیں انہوں
نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن شریف
اور خدا تعالیٰ کی قدر نہیں کی۔ اسلام زندہ
نہیں ہے اور ہماری کتاب زندہ کتاب
اور ہمارا خدا زندہ خدا اور ہمارا رسول زندہ
رسول ہیں اس کے برکات الٰہی اور تاثیرات
مردہ کیونکر ہو سکتی ہیں؟ میں اس مخالفت
کی کچھ پروا نہیں کر سکتا انکی مخالفت کے
خیال سے میں خدا تعالیٰ اور اس کے رسول
اور اسکی کتاب کو کسے جوڑ سکتا ہوں +
لاہور میں عبدالحکیم نام ایک شخص سے میری
گفتگو ہوئی۔ اسنے کہا کہ الہام پہلی امتوں کا
خاصہ تھا یہاں تک کہ عورتوں کو بھی دی ہوتی تھی
مگر اس امت میں یہ دروازہ بند ہے۔ کیسے
شرم کی بات ہے کیا یہ امت بنی اسرائیل کی
عورتوں سے بھی گئی گڑی ہوئی اور خدا تعالیٰ
نے اس کے لئے یہاں چاہا ہے کہ وہ خیر الہام کہلا کر
بھی محروم رہے؟ اس عبدالحکیم نے تو بیان
تک کہہ دیا تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہی محدث
نہ تھے وہ بھی صرف انکو ایک خوش کرنے کی بات
تھی محدث وہ بھی نہ تھے۔ مختصر یہ کہ اس قسم
کی متک اسلام اور نبی کریم صلی اللہ علیہ
وسلم کی یہ لوگ کرتے ہیں یہ ہیں انکی مخالفت
کی کیا پروا کروں یہ لوگ اسلام کے دوست نہیں
دشمن ہیں۔ اگر بقول ان کے سب بے نصیب ہیں
تو یہ کیا فائدہ؟ ہزار اتباع کو حق معرفت نہ
ہو سکی تو کوئی احمق اور نادان ہی ہو گا جو اس پر
بھی اتباع ضروری سمجھے۔ حضرت عیسیٰ کا آنا
نہ اتنا امری الگ ہے اس سوال کو پیچھے چھوڑو
پہلے یہ توضیح کر دو کہ کیا اس امت پر بھی وہ
برکات اور فیوض ہونگے یا نہیں؟
جب یہ فیصلہ ہو لے تو پھر میرے کی آمد کا سوال
جھٹلایا ہو سکتا ہے۔
یہ لوگ جن مہلکات میں پہنچے ہوئے ہیں

وہ بہت خطرناک مرض ہے اس سے بڑھ کر اور
کیا مصیبت ہوگی؟ کہ اس امت کی نسبت باوجود
خیر الہام جو اسے پہنچا کر دیا گیا کہ وہ اللہ تعالیٰ
کے خاص فضل شرف مکالمہ سے محروم ہے اور
خواہ ساری عمر اسی مجاہدہ کرتا رہے کچھ بھی
حاصل نہ ہوگا (نور بالہ) جیسے کہ یہاں چاہو
کہ خواہ ہزار بار تک کہو دتے چلو مگر پانی
نہیں ملے گا۔ اگر یہ سچ ہے جیسا کہ ہمارے
مخالف کہتے ہیں تو یہ مجاہدہ اور دعا کی کیا
حاجت ہے؟ کیونکہ انسان کی فطرت میں یہ
یاد داخل ہے کہ وہ جسکو ممکن الحصول سمجھتا ہے
اسے تلاش کرتا ہے اور اس کے لئے سعی کرتا
ہے اور اگر اسے یہ خیال اور یقین نہ ہو تو وہ
مجاہدہ اور سعی کا دروازہ بند کر دیتا ہے جیسے ہمارے
یا عفا کی کوئی تلاش نہیں کرتا اسلئے کہ سب
جانتے ہیں کہ یہ چیزیں ناممکن الحصول ہیں۔
پس اسلئے جب یہ یقین کر لیا گیا کہ اللہ تعالیٰ
سے مکالمہ کا شرف ملے گا ہی نہیں اور خوارق
اب دئے ہی نہیں جاسکتے تو یہ مجاہدہ اور
دعا جو اس کے لئے ضروری ہیں محض بیکار
ہوں گے اور اس کے لئے کوئی جرات نہ
کرے گا۔ اور اس امت کے لئے نور بالہ
میں کان فی ہذہ اعی فیہونی الاخرۃ اعمی
صادق آئینا۔ اور اس سے خاتمہ کا بھی یہ لگ
جائیگا کہ وہ کیسا ہوگا کیونکہ اس میں تو کوئی
شک و شبہ ہی نہیں ہو سکتا کہ یہ جنمی زندگی ہے
پھر آخرت میں ہی جہنم ہی ہوگا۔ اور اسلام ایک
جوہر نامذہب ٹھہریگا۔ اور نور بالہ خدا نے
بھی اس امت کو جو کادیا کہ خیر الہام نہ ملے پھر
کچھ ہی اسے نہ دیا۔
اس قسم کا عقیدہ رکھنا ہی کچھ کم بہ قسمی اور
اسلام کی ہتک نہ تھی کہ اس پر دوسری مصیبت
یہ آئی کہ اس کے لئے وجوہات اور دلائل پیدا
کرنے لگے چنانچہ کہتے ہیں کہ یہ دروازہ مکالمات
و مخاطبات کا اسوجہ سے بند ہو گیا کہ قرآن
شریف میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے
ما کان محمد اباً احد من رجالکم و لکن رسول
اللہ و خاتم النبیین۔
یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ خاتم النبیین
ہیں اس لئے آپ کے بعد یہ فیض اور فضل
بند ہو گیا۔ مگر ان کی عقل اور علم پر افسوس آتا
ہے کہ یہ نادان اتنا ہی نہیں سمجھتے کہ اگر
ختم نبوت کے ساتھ ہی اگر معرفت اور بصیرت
کے دروازے بھی بند ہو گئے تو آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم (معاذ اللہ) خاتم النبیین تو کجانی

بھی ثابت نہ ہو گئے۔ کیونکہ نبی کی آمد اور بخت
تو اس فرض کے لئے ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ
ہر ایک یقین اور بصیرت پیدا ہو۔ اور ایسا ایسا
ہو جو لذت ہو۔ اللہ تعالیٰ کے تصرفات اور
اسکی قدرتوں اور صفات کی تجلی کو انسان مشاہد
کرے اور اس کا ذریعہ ہی مکالمات و مخاطبات
اور خوارق عادات ہیں لیکن جب یہ دروازہ
ہی بند ہو گیا تو پھر اس بعثت سے فائدہ کیا
ہوا؟ میں بڑے افسوس سے کہتا ہوں کہ ان
لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہرگز
ہرگز قدر نہیں کی اور آپ کی شان عالی کو بالکل
نہیں سمجھا اور نہ اس قسم کے پیوہہ خیالات
یہ نہ تراشتے اس آیت کے اگر یہ سمجھتے جو یہ
پیش کرتے ہیں تسلیم کر لے جاویں تو یہ ہو گیا
آپ کو نور بالہ خبر ہوگا کیونکہ جسمانی اولاد
کی نفی تو قرآن شریف کرتا ہے اور روحانی
کی یہ نفی کرتے ہیں تو پھر باقی کیا رہا؟ اصل بتا
یہ ہے کہ اس آیت سے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم الشان کمال اور
آپ کی قوت قدسیہ کا زبردست اثر بیان
کرتا ہے کہ آپ کی روحانی اولاد اور روحانی
تاثیرات کا سلسلہ کبھی ختم نہیں ہوگا۔ آئندہ اگر
کوئی فیض اور برکت کسی کو مل سکتی ہے تو اسی
وقت اور حالت میں مل سکتی ہے جب وہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے کامل اتباع میں ہو یا
جاوے اور خدائی الرسول کا درجہ حاصل کرے
بدون اس کے نہیں۔ اور اگر اس کے سوا کوئی
شخص ادعائے نبوت کرے تو وہ کذاب
ہوگا۔ اسلئے نبوت منقلد کا دروازہ بند
ہو گیا اور کوئی ایسا نبی جو بجز آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور ورثہ شریعت
اور خدائی الرسول ہونے کے مستقل نبی صاحب
شریعت نہیں آسکتا۔ ان خدائی الرسول
اور آپ کے امتی اور کامل متبعین کے لئے یہ
دروازہ بند نہیں کیا گیا۔ اس لئے براہین
میں یہ الہام درج ہے۔
کل مرکۃ من محمد صلی اللہ علیہ وسلم
فتبطلک من علم و تعلم۔
یعنی یہ مخاطبات اور مکالمات کا شرف
مجھے دیا گیا ہے یہ ہر شخص آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے اتباع کا طفیل ہے اور اسی لئے
یہ آپ ہی سے ظہور میں آ رہے ہیں جسقدر تاثیر
اور برکات و لوازمین وہ آپ ہی کے ہیں۔
اب حضرت عیسیٰ کے لئے تم خود فتویٰ دو کہ اس کے
متعلق تم کیا سمجھتے ہو اور یقین کرتے ہو کیا یہ یا نہیں

ہو کہ جو کچھ دیا جائیگا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا
ایک امتی ہونے اور آپ کے کامل اتباع کی وجہ
سے نصیب ہو گا یا پہلے سے انہیں دیا گیا ہے؟
یہ مانتے ہیں کہ وہ توریت اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام
کا متبع تھا۔ یہ یہ تو توریت کا فخر ہوا۔ نہ کہ قرآن
مجید کا۔ یہ یہی یہودی ہے کہ ایسا عقیدہ
رکھا جائے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
اور قرآن مجید کی ہتک شان کا موجب ہو۔
اسلئے یہ ضرور ہے کہ انیوالا مسیح اسی امت
سے ہوا اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
برکت اور تعلیم پائے۔ اور آپ ہی کے فیض اور
ہدایت سے روشنی حاصل کرے۔ میں نے دیکھا
ہے کہ ہمارے مخالف اس موقع پر چالاکانہ سے
یہ کہہ دیتے ہیں کہ آنے والا عیسیٰ امتی ہوگا۔ یہ
مصیبت انہیں بخاری اور مسلم سے آئی کیونکہ
اس میں امام مکہ منکرہ امام مکہ منکرہ
لکھا ہوا ہے۔ اسلئے حضرت عیسیٰ کو امتی بناتے
ہیں مگر نہیں سمجھتے کہ امتی تو وہ ہوتا ہے جو
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کے
بغیر گمراہ تھا جو رشد اور سعادت اسنے پائی
وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع اور
تعلیم سے پائی۔ مگر یہ وہ تسلیم نہیں کرتے کہ
حضرت عیسیٰ علیہ السلام پہلے گمراہ تھے اور اب
بھی گمراہ ہیں جو وقت آئیں گے اسوقت آپ کی
ہدایت اور تعلیم پر عمل کر نیسے وہ درجہ اور
عزت انہیں ملے گی + پھر امام مکہ منکرہ
مفہوم ہمدرد میں تو درست نہ ٹھہرا افسوس کا مقام کہ ان
لوگوں نے قرآن مزلیف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
ارشادات پر غور کرنا چھوڑ دیا ہے اور وہ جو حکم ہو کر آیا
تھا اسکا انکار کر دیا پھر انکو سمجھو اسے تو کیونکر امام مکہ
منکرہ صاف طور پر یہی ظاہر کرتا تھا کہ انیوالا امام تم میں
سے ہی ہوگا مگر یہ اس پر راضی نہیں ہوئے۔ یہ
دہشت کو خیر الہام اور یہودی بنا کر خوش ہو جاتے ہیں لیکن
مسیح اور امام کا نام اس امت کو تسلیم نہیں کر سکتے !!!
اب یا تو حضرت مسیح کی نسبت یہ اقرار کریں کہ وہ
گمراہ ہیں (معاذ اللہ) جیسا کہ عیسائیوں نے اقرار
کر لیا کہ وہ ملعون ہیں (نور بالہ) عیسائیوں
نے نفی تو انکو کہہ کر لعنت کے مفہوم سے بے خبر
اگر انکو چھڑھو تو کی لعنت کا یہ مفہوم ہے تو یہی سمجھو
میں نے مسیح کو کہا کہ لعنت کا مفہوم تو یہ ہے کہ
ملعون زندہ درگاہ ہو اور خدا اس سے بیزار اور
وہ خدا سے بیزار ہو۔ اور شیطان سے جائے اب
بتاؤ کہ تم مسیح کے لئے یہ لفظ تجویز کرتے ہو تو آخر
وہ جواب نہ لکھ سکا حقیقت میں اسکا جواب ہی نہیں
انہوں نے غلطی سے لعنت کے مفہوم سے بے خبر رہ کر یہ لفظ ان کے

بدل

شہاد آباد ضلع ہر دوئی میں اصلاحی

ناظرین محکم جناب مولانا مولوی حکیم نور حسین
 مان صاحب رئیس ہر دوئی کے نام سے
 واقع ہیں صاحب موصوف ایک ذی
 وجاہت رئیس ہونے کے علاوہ ذی علم
 اور قابل آدمی ہیں۔
 شاہ آباد میں وہ تنہا احمدی ہیں مان
 صاحب مقرر علیہما صاحب (برادر حقیقی حکیم
 سید راجی علی صاحب جو مولوی سید والہ میں
 رہتے ہیں) نے منشی نثار الحق صاحب
 دہلوی تحریر پہنچ کر شہاد آباد کے
 توسط سے خیانت کیجئے کے متعلق غفلت
 کرنے کی وجہ سے دی اس کے متعلق مولوی
 انوار حسین خان صاحب سے اسکا تحریر
 جواب ان کے پاس پہنچا اور اس میں
 انہیں دوسرے علما مخالف سے
 مدد لینے کا ہی اختیار دیا۔ سید صاحب
 نے اسے جواب دیا کہ مجھ سے وہ ناظرین
 و مدد کیلئے گئے۔ ہر چند اس خط و کتابت
 کی شاعت کی چنداں ضرورت نہ ہونی چاہیے
 محض اس خیال سے کہ کیا عجب شاہ آباد
 کی مسلمان آبادی پر اسکا اچھا اور مفید
 اثر پڑے میں بغیر کسی قسم کے حاشیہ او
 اضافہ کے دونوں خطوں کو چھاپ دیتا ہوں
 اور شاہ آباد کی مسلمانانہ تصورات رئیس
 پارٹی کو تو یہ دلاتا ہوں کہ وہ خدا کے لئے
 اس معاملہ پر غور کریں۔ ایڈیٹر۔

مشفق سید مظفر علی صاحب
 بعد سلام سنون کے التماس ہے کہ آج مجھے منشی
 نثار الحق صاحب کا آپ کا پیغام پہنچا یا کہ سید
 صاحب فرماتے ہیں کہ ہم عادی حیات و مہمات
 میں انوار حسین کو بہت تھوڑے عرصہ میں سمجھا
 دینگے بشرطیکہ وہ یہ اقرار کریں کہ مطالبہ ریوی
 و سنڈویزی ہیکو جو پورے یاد ستاویز واپس کر دیں
 و زمین قادیانی ہر جاؤں گا۔ جناب میں اس کے
 جواب میں عرض ہے کہ مجھ کو کوئی نفع آپ کے قادیانی
 ہونے سے نہیں ہے۔ میری عرض تو صرف اس قدر
 ہے کہ جو بات کہ حق ہو اسکو قبول کرنا چاہئے۔
 یامیں اس حق بات کو جو معلوم ہو گا ان تک نہ کرے
 کہ ہر بچا دون۔ اگر وہ شخص اسکو قبول کرے
 تو بیکافائدہ ہے ورنہ میں اس الزام سے
 نہ جس کہ ذکر حدیث میں آیا ہے کہ السالکات

من المحدث شیطان اخرس۔
 یعنی خاموش رہنے والا نیک بات سے گونگا
 شیطان ہے۔ بری ہو سکون۔ اور میرے نزدیک
 کیا شاید دوسروں کے نزدیک بھی یہ بات
 معقول ہوگی کہ حق جس جگہ پاد سے اس کی پوری
 کرے اور پابند ہو خدہ و حق والا قادیان کا
 ہو یا بلکہ کایا گئی دوسرے مقام کا نور کا
 میں تو گشتاخی معاف احمدی جماعت میں
 داخل ہونے کی ہمت بھی نہیں پاتا۔ کیونکہ منجملہ
 دس شرائط بیعت کے شرط پنجم یہ ہے کہ ہر
 حال میں رنج و راحت۔ غم۔ غم۔ غم۔ اور لغت
 اور بلا میں امداد ملے کے ساتھ دفا داری کرے
 گا اور ہر جہاں راضی بقضا ہوگا۔ اور ہر ایک
 دولت و دکھ کے قبول کرے کے لئے اس راہ
 میں تیار رہے گا۔ اور کسی مصیبت کے دار ہونے
 پر اس سے تنہ نہ پھرے گا۔ بلکہ قدم آگے بڑھے
 گا۔ ہشتم یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہر
 اسلام کو اپنی جان اور اپنی عزت اور اپنی اولاد
 اور اپنے ہر ایک عزیز سے زیادہ عزیز سمجھے گا۔
 دیکھو شرائط مندرجہ اخبار بدر و اشتہار مطبوعہ
 مشرق۔ میں خود اپنی طرف سے یہ بات ظاہر
 نہیں کرتا بلکہ آپ کا ابتدائی سے شرط ادائی
 مطالبہ آپ کے استقلال و عزت دین پر گواہ ہے۔
 رہی دوسری بات منالہب کی ادائیگی اور واپسی
 دستاویز وغیرہ اسکی بابت عرض ہے کہ۔
 میں بہت خوشی سے اس بات کو منظور کرتا
 ہوں اور مجھ کو کوئی کلام نہیں۔ اگر آپ صرف
 جواب معقول مع استدلال قرآنی کے میری تحریر
 کا جواب کی طلب پر پیش کر سکون گا جواب
 بالاسٹیوٹاب تحریری دیدیں۔ یا کسی دوسری
 صاحب سے شاہ آباد میں اعانت لیکر جواب
 کہیں۔ مگر واضح رہے کہ آپ اگر شاہ آباد
 کے علاوہ کسی دوسرے مقام سے مدد لینے
 تو مجھ کو بھی اختیار ہوگا کہ میں بھی دوسرے مقام کو
 مدد سے سکون۔ اگرچہ ابھی خدا کے فضل
 سے مجھ کو ضرورت نہیں۔ اور اسوقت آپ
 کو اختیار تمام ہوگا کہ آپ جس کو چاہیں تمام
 ہندوستان میں سے اپنا۔ شریک بنالین۔
 خواہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی ہوں یا
 مولوی عبد اللہ صاحب ٹوکی یا مولوی شہاد اللہ
 صاحب امرتسری یا مولوی عبدالحی صاحب
 دہلوی وغیرہ وغیرہ جسکو چاہیں آپ اپنا شریک
 کر سکتے ہیں۔ اور اس وعدہ یا اقرار میں جو
 اس خط میں لکھا ہے خواہ شریک حصہ آپ
 اور کو کریں یا نہ کریں مگر میں اس کے خلاف

انشاء اللہ مکررین گاجو میں تحریر کر آیا ہوں۔ یہ
 ظاہر ہے کہ میں شاہ آباد میں منجملہ آبادی مسلمانوں
 کے کہ ہر ایک مرد و شہاری سن ۱۹ کے نو فرار
 کوئی سو ہے ایک منفرد شخص ہوں۔ اور باقی
 منجملہ اشخاص اس مسئلہ میں میری مخالفت۔ مگر
 میں تو استدلال کو حسرت دیتا ہوں کہ تنہا
 کے حضرات کی مخالفت کے آپ مجاز ہیں۔ کہ
 جس سے چاہیں مدد لیں۔ اور میں بعد میں
 باج ایسے منصف مزاج ہر شخص کو سکھاتا ہوں
 گو ہوں۔ اور حق کہنے میں کسی کی بھی پروا
 نہ کرتے ہوں خواہ یہ کہ مال جاوے یا جان
 اور وہ اور دونوں فریقوں میں سے بھی ہوں
 لیکن نہ حیات کے قابل ہوں اور نہ مہمات کے
 اور ان کا نفس میری مرضی پر ہوگا۔ ورنہ آپ
 اور میری دونوں کے جس میں آپ ایسے اوصاف
 ثابت کر دیں اور وہ یہ کہ میں کہ جملہ تحریر کا جواب
 بے کم و کاست ہو گیا اور کوئی سوال یا جزو
 تحریر بغیر تحریر جواب معقول کے باقی نہیں
 رہا اسوقت میں عرض میں وہی مبلغ مایعہ
 جو میری بافتی آپ کے ذمہ حسب شرائط جواب
 ہیں واپس نہیں کروں گا بلکہ اس کے علاوہ
 مبلغ یکھد روپیہ اور بطور نذرانہ پیش کش
 کروں گا۔ اگر آپ کو اس تحریر پر اعتقاد نہ ہو
 تو بذریعہ رجسٹری کے اسٹامپ پر تحریر مکمل
 کروں گا یا جس طرح آپ کا اطمینان ہو اس
 کے کرنے کے واسطے تیار و مستعد ہوں۔ مگر
 شرط یہ ہے کہ صرف اسٹامپ و رجسٹری وغیرہ
 آپ کے ذمہ ہوگا بعد کامیابی کے آپ مجاز مجھے
 مایعہ یعنی مایعہ دستاویزی یا فتی
 میرے اور ما نقد بطور نذرانہ مع اضافہ جزو
 رجسٹری وغیرہ کے مستحق ہونے اور اس قدر
 نہیں بلکہ یہ بھی اقرار ہے اور بذریعہ رجسٹری
 کے ہی تحریر کروں گا۔ اگر صرف شاہ آبادی
 کے آپ کے معین ہونے تو مجھ منفرد سے اور
 یا کسی دوسری جگہ کے علاوہ شاہ آباد کے
 مجیب ہونے تو در حال جواب معقول حسب
 شرائط متذکرہ صدر مستحق پانے جائدا و جکات
 کے جو الگ کہاتہ ۱۵۰۰ میں تعدادی ۱۵۰۰
 میرے نام ذاتی ہے اور اب تک کسی
 جگہ نہ کفالت میں ہے نہ ضمانت میں۔ اور اگر
 اس کے خلاف ہو تو آپ دریافت کر سکتے ہیں
 جمین سے عسکری اراضی میں باغات قلمی
 ہیں جنگی بابت آپ ہی خود علم رکھتے ہوں گے
 کہ یہ باغات قرین شاہ آباد میں اعلیٰ درجہ
 کے قرار دئے جاسکتے ہیں جسکی قیمت و قیمت

کی بحساب جناب کے جواب کے اپنے کہیت و اہم
 عقوبت جامع مسجد کے ذمہ داری تھی کہ بعد فیصدی
 میں فروخت ہوتا ہے دس ہزار ہوگی۔
 اراضی کی جو قیمت ہو یہ حسب حسب ہزار کے
 میں دینے کو ہزار و مستعد ہوں آپ نے تو صرف
 مبلغ مایعہ کی بابت طبع ظاہر فرمائی ہے
 مگر میں اس کے علاوہ ایک رقم کثیر اور کثیر طیار
 ہوں کیونکہ دین کی عزت کے متعلق میں میرے
 نزدیک مال کوئی چیز نہیں۔ اور یہ تجارت سے
 آپ کی تمام تجارتوں سے بڑھ کر اور جزو کر ہے
 آپ کو بذریعہ ملازمت کے ایک سو دس سالا نہ کا
 محاصل ہے اور اس حالت میں شاید ہر سو سے
 عرصہ میں اس حساب سے سمیٹا ڈیڑھ سو برس کا
 منافع حاصل ہو سکتا ہے۔ اب میں دیکھنا چاہتا
 ہوں کہ آپ کے حق میں منافع کے حصول کی
 کوشش فرماتے ہیں اور مجھ کو بھی حیات و
 نادانی سے اپنے خیال کے موافق راہ ہدایت
 پر لاتے ہیں مگر شرط یہ ہے کہ تجا و کسی شرط
 سے یا جواب تحریری سے جو اس کا غرض میں تحریر
 ہو گئے جسکی بابت میں لکھ چکا ہوں اور وہ عند
 الطلب آپکی خدمت میں باختر رسید دیا جاوے گا
 مگر میں اور جواب یک ہفتہ سے ایک ماہ کی مدت
 میں یہ جو دین کیونکہ جب آپ تھوڑی مدت میں
 سمجھا سکتے ہیں تو بہت مدت میں بدرجہ اولیٰ تحریر
 اور علاوہ قرآن شریف یا حدیث مرفوعہ متصل
 اور متواتر کوئی آیت ذی الوجہ و مشاہیر
 نکرین و ما علینا الا لبلاغ
 راقم الحروف
 انوار حسین خان۔ ۳۰ ستمبر ۱۹۵۷ء

مولوی صاحب محمد دوم و مکرر و معظم بندہ دست
 بعد سلام سنون نیاز مکررین مانکہ آپکا والا شرف
 صدر و لا آپ کی شان محققانہ سے بہت بعید ہوں
 کہ کسی کے کہنے پر آپ پورا یقین کر لیتے کہ منقول علی
 دعویٰ حیات مہمات میں آپ کا اطمینان کر
 دینے کا ذمہ کرتا ہے خیال تو فرمائیے کہ جب آپ
 نائب رسول علما اور ہوں کے اچھے ہو جاتے ہیں
 ہی اطمینان نہیں فرماتے ہیں اور خلاف اس طرف
 راہ نکالتے ہیں تو مجھے بجا رہے کہ آپ بخوبی جانتے
 ہیں کہ محض جاہل ہوں علم فارسی سرب و کبار
 اردو ہی نہیں جانتا اور ہر آپ کے مقابلہ میں جبر
 کو اللہ تعالیٰ نے مولوی ہونیکا نخر عطا فرمایا
 کیا زبان کہنے کی ہمت کر سکتا ہوں بیغایدہ
 آپ بغیر مجھے دریافت کئے ہوئے بلائے ناگہانی
 کی طرح مجھ کو ٹوٹے پڑے ہزار اس کے اور کیا خیال

کیا جاسکتا ہے کہ طلب حق نہیں نفس کی پر جوڑ
ہیں اگر طلب حق ہوتی تو اپنے ہمعصر علماء تحقیق
کی کوشش فرماتے کچھ دشوار نہیں موجودہ حالت
میں صرف ہر دینی تشریف لے جائیے آپ کو معلوم
ہو گا دن ایک جلسہ ملا کا ہے اور اس سے تحقیق
اور اپنے اہمیان کی کوشش فرمائیے مجھ کو محض
جابل ہا کر اپنے دل کے بخار نکالنے کے لئے مستعد
ہو گئے

تواضیع نہ متنازع نہ محتسب نہ ضعیف
مراغض چہ کہ منع شراب بخوارا کرم
دوسرے یہ آپ کو غیر کی طرف یہ خطاب فرماتے
ہیں کہ میں..... سچہ میں احمدی جماعت کے
داخل ہوئی ہمت ہی نہیں پاتا ہوں صرف
اس کا جواب اس قدر کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ
اپنے حبیب پاک کے صدقہ میں اگر احمدی جنت
راستی پر ہو تو مجھ کو اوس میں داخل ہونے کی ہمت
محنت فرمادے۔ در نہ آپ کو اوس سے خروج
کی ہایت فرماوے آمین ثم آمین۔

تیسرے یہ کہ میں آپ کا قرضدار ضرور ہوں اور
اللہ پاک کی درگاہ میں اس کی ادائیگی واسطے ضرور
کرتا ہوں جس کی نسبت آپ یہہ ارقام فرماتے
ہیں کہ آپ کے شرائط ادائیگی مطالبہ آپ کے
استقلال اور عزت دین پر گواہ ہیں۔ مولوی صاحب
اگر میں آپ کا قرضدار ہوتا تو کیوں آپ سے صاف
صاف سنتا آپ بجا فرماتے ہیں میرے پاس
جب دنیا نہیں تو دین کیسے ہو سکتا ہے دین تو
شاید فی زمانہ دنیا ہی کا نام ہے کم ہمت فرماؤ
بے ایمان فرمائیے میں کیا بدترین مخلوقات
میں آئم کر من دانم۔ مگر آپ کا اپنے زبدا اور عباد
پر ایسا نافرمانا ایسا نہ کہو نا پسند حق ہو۔ آج
تک تو لوگ اس حقیر کو الی رسول کے ساتھ خطاب
فرماتے تھے اور آپ کی تحریر میں یہہ بھی ہے
کہ میں شاہ آباد میں منجملہ آبادی مسلمانوں کے
کہ جو موجب مردم شماری ۱۹۴۷ء کے تو ہزار کوئی
سو ہے میں ایک منفرد شخص ہوں اور باقی میرے
مخالفت۔ لہذا آپ نے خطاب ہی ہم اراگون
کے لئے نیا تجویز فرمایا یعنی بے ایمان بروڑ
حشر میں اپنے جد کے سامنے اس کا انصاف
چاہوں گا جواب یاد فرما کہ میں ایسا نہ ہو کہ آپ کو
آپ کے ایمان کا گھنڈہ بہت شرمندہ کرے
میں آپ کا قرضدار ضرور ہوں جس وقت اللہ تعالیٰ
نجات دیکھا سجدہ شکر بجالاؤں گا اس وقت
تک جو کچھ مزاج میں آئے فرمائیے میں بہت
شوقی ہے جس کو تیار ہوں ایک مثل یا دہی
اس نے بڑی تسکین دی اور وہ یہ ہے۔

کہ ایک یہودی کے ہمارے جد رسول خدا صلی
اللہ علیہ وسلم قرضدار تھے وہ آپ کے پاس نقاضے
کو آیا اور کہنے لگا کہ محمد تم بڑے نادبند ہو میرا
روپیہ نہیں دیتے ہو اور یہی بہت کچھ سختی کی
آپ نے اوی کی سختی پر صبر فرمایا حضرت علی کرم
اللہ وجہہ بھی حضوری میں حاضر تھے آپ کو اوس
کی گستاخی بہت ناگوار ہوئی اور آپ نے
اوس یہودی سے فرمایا کہ اسے شخص تو نے
اگر اس کی مرتبہ پہر ایسا کیا تو تجھ کو قتل کر دوں
مگر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
اسے علی خاموش ہو جاؤ اور تم کی طرف رہو
مجھ کو کیوں نہیں سمجھاتے ہو کہ میں روپیہ اس
کا ادا کروں یہہ شکر وہ یہہود بہت شرمندہ
ہوا۔

جب ہمارے جد کو بوجہ قرضدار ہونے ایک
یہودی سے ایسی سخت باتیں سننی پڑیں اور حضور
انور صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں تو میں ہی تو اوی
درخت کی شاخ ہوں جو جی میں آئے فرمائیے
سب کچھ سننے کے واسطے حاضر ہوں
چوتھے یہ کہ آپ فرماتے ہیں کہ اگر تم میرا اطمینان
کر دو۔ یہ تو یہہ عقور زمین باغات وغیرہ اور مال
میرے پاس ہے۔ چہ مجھ کو دیدن گا۔ آپ کی زمین
اور باغات اور مال اللہ تعالیٰ آپ کا آپ کو مبارک
کرے اور عذرا افزوں ترقی فرمائے اور لی بچہ
کو ضرورت نہیں۔ میں بیچارہ آپ کا اطمینان
کیا کر سکتا ہوں اور کوئی کیا کر سکے گا۔
مراجہ ازین قصہ کہ گاؤ آمد و خرقت
کسی کے کہنے پر خیال فرمائیے اور مجھ کو معاف
فرمائیے اور اگر آپ اپنے دل کے حوصلے مجھ ہی
پر پورا کرنا چاہتے ہیں تو مجھ کو بھی گریز نہیں ہے
جس وقت جی چاہے تشریف لائے۔ دو باتوں
میں قصہ تمام ہے۔

نیاز مند مظفر علی تعلیم خود
۹ شعبان ۱۳۷۷ھ

یادگار کریم

اس عنوان کے نیچے احکم میں جو تحریر یک حضرت
مولوی نور الدین صاحب کے ایمان سے کی گئی ہے
وہ اپنے اندر ہی ایک ایسا جذبہ اور اثر رکھتی ہے
کہ قوم ہمیں جھٹے لینے کے لئے کسی کی ترغیب نہیں
کی محتاج نہیں۔ کیونکہ یادگار کو وہ ایک سچے عاشق
قرآن کی اور ما حاصل اسکا ہے تعلیم و تلاوت
قرآن کریم۔ وہ پیارا وجود جس کی یادگار کے لگو

ہم آج یہ تجویزین کر رہے ہیں جیسا اپنی زندگی میں
قوم کو تعلیم دیتا تھا ویسا ہی وہ اپنی موت میں ہی
قوم کو ایک تعلیم دے کر گیا ہے اور وہ یہہ ہے کہ
ہماری محبت اس کے جسم فانی سے نہ ہوتی چاہے
بلکہ اس کی روح سے اور ان چیزوں سے جسے
وہ محبت کرتا تھا جو ہمیشہ ہنروالی ہیں اور جیسا کہ
اس کے ہر ایک خطبہ اور ایک تحریر اور ہر ایک تقریر اور
ہر ایک خط اور ہر ایک گفتگو سے قرآن کریم کی سچی اور
خالص محبت کی شہادت ملتی ہے میں ذاتی طور
پر ہی یہہ شہادت دیتا ہوں کہ اس کے دلیں
قرآن کریم کی محبت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی
جب سے میں قادیان میں آکر رہا ہوں میں نے ۱۹۵۷ء
سے مشکل سے ہی کوئی دن ایسا گذرنا ہو گا جب
میں اور وہ محترم مرحوم ایکٹے نہ بیٹھے ہوں۔
اور گھنٹوں کی تنہائی کی گفتگو میں اگر ان کے
دل کے اندر کوئی بات مینے دیکھی ہے تو وہ کلام
آبی سے خالص اور سچی محبت اور مہبط دہی
صلی اللہ علیہ وسلم سے سچا عشق تھا۔ کوئی
نیکی گفتگو اس کو بھلا سکتی تھی بلکہ اگر اتفاقاً
کوئی بات درمیان میں آتی جاوے تو وہ بڑے
اسے قطع کر کے وہی قرآن کریم اور رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح کا ترانہ شروع کر دیتے
تھے۔ ان کے قرآن کریم کے پڑھنے میں ایسا
درد تھا کہ راز لا دیتے تھے اور جن لوگوں کو
آپ کے پیچھے نماز پڑھنے کا اتفاق ہوا ہے۔
اور اس جماعت میں شاید ہی کوئی ایسا آدمی
ہو گا جس کو یہہ اتفاق نہ ہوا ہو۔ وہ خود اس بات
سے واقف ہیں کہ ایسا ذوق اور خصوصیت ان کے
پیچھے نماز میں حاصل ہوتا تھا۔ اسے مرحوم تیری
روح پر ہزاروں ہزار درد ہوں کہ تیری زندگی
ہمارے لئے ہزاروں ہزار برکات کا موجب
ہی۔ خدا کرے تیری یہ ابدی زندگی اس سے
بہی زیادہ برکات کا موجب ہو۔ ایسے پیارے
اور ایسے بابرکت اور ایسے قیمتی اور ایسے غنوی
دوست کی مفارقت پر یہ تو قدرتی امر تھا کہ دل
غم سے اور اکہمین الشوقین سے بھر جائیں
مگر یہ تو کچھ ہی نہیں۔ جو موت رونے دہونے
اور مریخ خوانی تک ہی رہ جائے وہ ایک معمولی تو
ہے مگر ہمارے اس محترم مرحوم کی موت معمولی
نہ تھی اور اس کی شہادت خود خدا نے آسمان سے دی۔
یادگارین تو لوگ دنیا میں ہزاروں قسم کی بناتے
ہیں۔ مگر سچی یادگار وہی ہے جو جد ہو کر ہوئے
دوست کی روح کا سچا نقشہ سامنے لاوے۔ سو
اگرچہ ہمارے درمیان قرآن شریف پڑھنا یا جانا ہو مگر
سچی بات یہ کہ یہ معمولی دنیوی اور مروج تعلیم کے

ساتھ آئے میں نمک کی طرح ہے۔ اگر قوم اس قسم
کے قرآن شریف سے محبت رکھنے والے وجودوں کو
پیارا کرتی ہے جس قسم کا ایک وجود ہمارے درمیان
آکر گیا ہے۔ تو یہ نہایت ضروری ہے کہ بہت جلدی
قرآن شریف کی تعلیم کا ایک الگ سلسلہ کھولا جائے
جس کی اصل غرض صرف تعلیم کتاب الہی ہی ہو۔
بجائے بات ہے جو ہمارے مرحوم دوست کی روح
کو خوش کر سکتی ہے اور یہی وہ بات ہے جو ہماری
اس سے محبت کو لامر کر سکتی ہے۔ اور اس کی
صدائق پر یہ کہ شہادت نہیں کر سکتے ہیں اس
تجویز کو خدا نے اس کے دل میں ڈالا ہو گا اس نے اپنے
فضل سے ہماری اس احمدی قوم میں یہ سب سے
زیادہ فہم عطا کیا ہے۔ اس کے لئے ضرور ہو گی عذر
عذارت کی جو میرے خیال میں بڑے ہونا چاہئے تعلیم
کے لئے مگر اسے اور تعلیم کی راہیں کے لئے اور
بہر ایک مستقل اور آراہم جو عقل و سادہ کی لئے
کتنی پالیسیاں ہیں۔ چہ تو ضرور اللہ تعالیٰ کی فکر
چاہئے اس کے لئے خفیہ و علانیہ سب سے زیادہ کوشش
ہے جسے سالہا سال اس مرحوم کے واسطے اور اس
قرآن فائدہ اٹھایا ہے اور اس جماعت میں نہایت
سے مخاطب ہیں۔ کم و بیش چودہویں صدی ہجری
صاحب نظام مرحوم اٹھایا تھا اور چودہویں صدی ہجری
صاحب۔ چودہویں صاحب کا نام ان کے ساتھ میرے
سامنے احکم کا ایک لفظ آگیا ہے جس کو پڑ کر مجھے
بہت ہی تسوس ہوئی اور خود چودہویں صاحب
کو بھی ہوا اور ان کے دوستوں اور اقربا کو بھی انیس
ہو یا ہو گا اس نوٹ میں لکھا جائے کہ سچ یہ کہہ دیا گیا کہ
نہ اگر کوئی صاحب مرحوم الملک کے ضعیف ولایت
کے لئے کوئی رقم بھیجتے تو وہ فلاں شخص کو بھیج دیں
ہم تو خود چودہویں صاحب سے یادگار کریم کے لئے
بڑی ہماری رقم کے امید دار ہیں چہ جائیکہ وہ کسی
دوست کی مدد کے محتاج ہوں۔ چودہویں صاحب خدا
کے فضل سے صاحب جلال و عظمیٰ اور ۳۷ سال تک
سایا کوٹ کے میونسپل کسٹریجے ہیں۔ اسی طرز کا ایک
نوٹ اخبار بدین ہی غلطی سے شائع کر دیا گیا ہے۔ ہم
مولوی صاحب کے پس ماندگان کے لئے قوم سے
قطعاً ایک پیسہ نہیں مانگتے بلکہ حضرت مرحوم کی یادگار
کے لئے مانگتے ہیں۔ جب میں اسی محبت کو دیکھتا ہوں
جو قوم کو حضرت مولوی صاحب مرحوم سے ہی تو میں خیال
کرتا ہوں کہ یہ ایک بہت ہی چھوٹی سی درخواست تھی کہ
اس ظاہر حصہ کو اگر قوم پورا کر دے تو خدا اس میں بڑے
ڈالکر اس سلسلہ کو دنیا کے لئے بہت سی برکات کا
موجب بنا دیکھا عذرت کیسے میری سمجھ میں تین چار ہزار
روپیہ کافی ہو گا اور ماہوار اخراجات کا اندازہ بدین
لگ سیکھا۔ مرقم محمد علی خیر ریویو آف ریلیجز قادیان۔